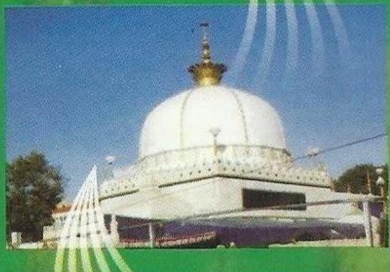
فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع



احادیث میں
نسب کی اہمیت

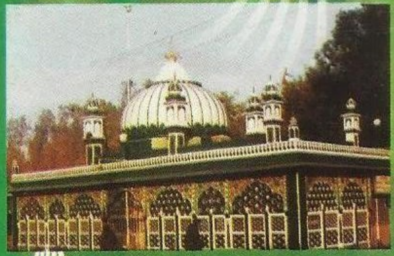


آفتاب چشت
خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ

سپیشل ایڈیشن

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف صاحب





حیات وتعلیمات بانیِ سلسلہ کلیام شریف
حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

امام العشاق مرید باصفا
حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ
کی زندگی کے چند اوراق

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

فیضانِ کلیام

تصوف و سلوک کے انوار کا مرقع

جلد 1، شمارہ 1، ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ جولائی 2007ء

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیریؒ

بفیضان کرم

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت،

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

ایڈیٹر

محمد زاہد حمید مرزا

قانونی مشیر

سید عقیل عباس ہمدانی ایڈووکیٹ

فخر الدین علی احمد مرزا ایڈووکیٹ

مجلس مشاورت

مرزا محمد انور بیگ

محمد افتخار مرزا ایڈووکیٹ

غلام شبیر مرزا

بشارت حسین مرزا

گرافکس

نور گرافکس (راولپنڈی)

انچارج پرنٹنگ

محمد دلنواز

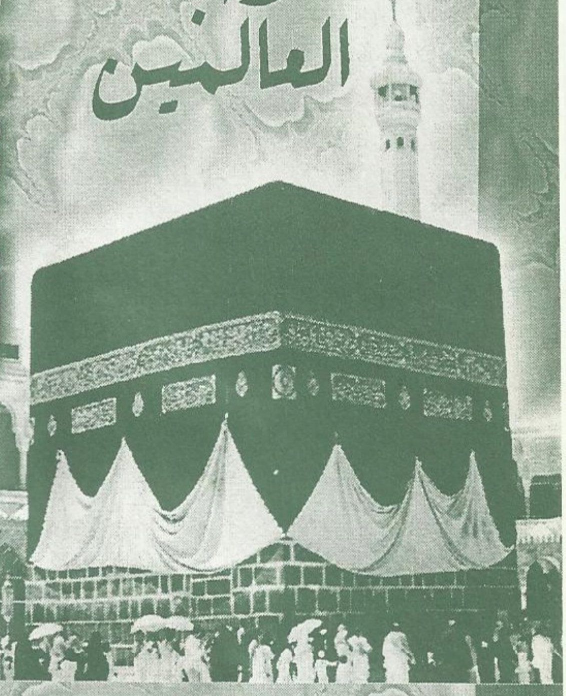
کمپوزنگ

محمد اختر، یاسر بشیر

حُسنِ ترتیب

بسم الله الرحمن الرحیم

فرمان رب العالمین



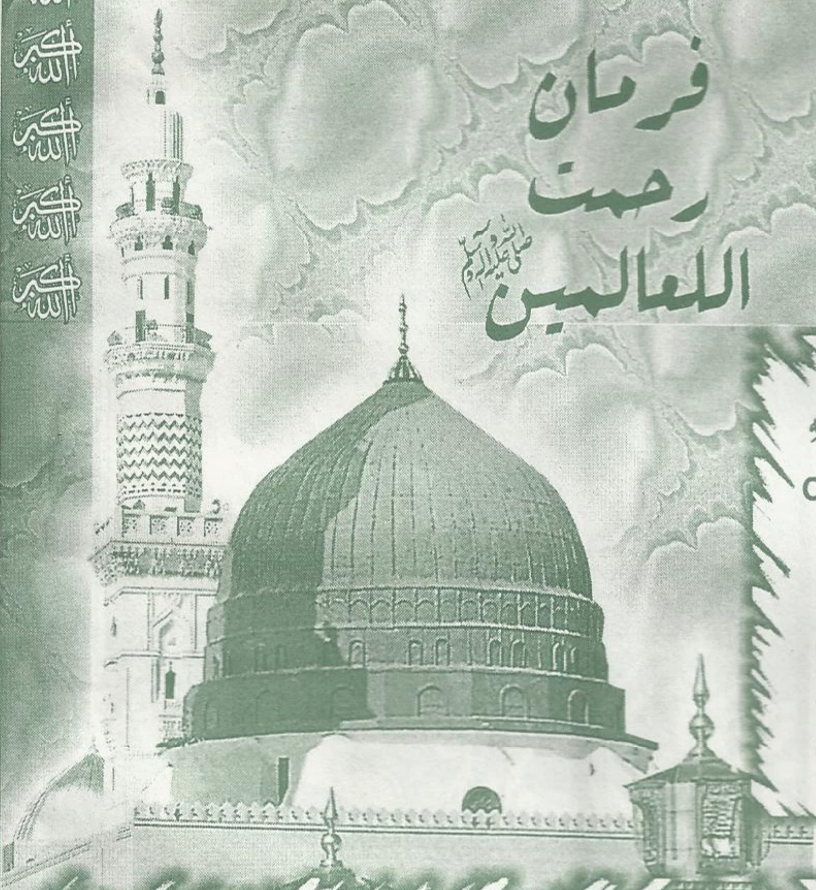
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

ترجمہ

اور جولوگ ایمان لائے اوران کی اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کوان کے ساتھ (درجات میں) ملادیں گے اوران کے عمل (کی جزا) میں کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔

(الطّور ۲۱)

فرمان رحمت للعالمین ﷺ



عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے سوا کسی اور سے کیا یا اپنے مالک کے سوا کسی اور کو اپنا مالک بنایا پس اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، حدیث نمبر ۲۵۹۹)

عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَاَبَا بَكْرَةَ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَوَعٰى قَلْبِيْ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.

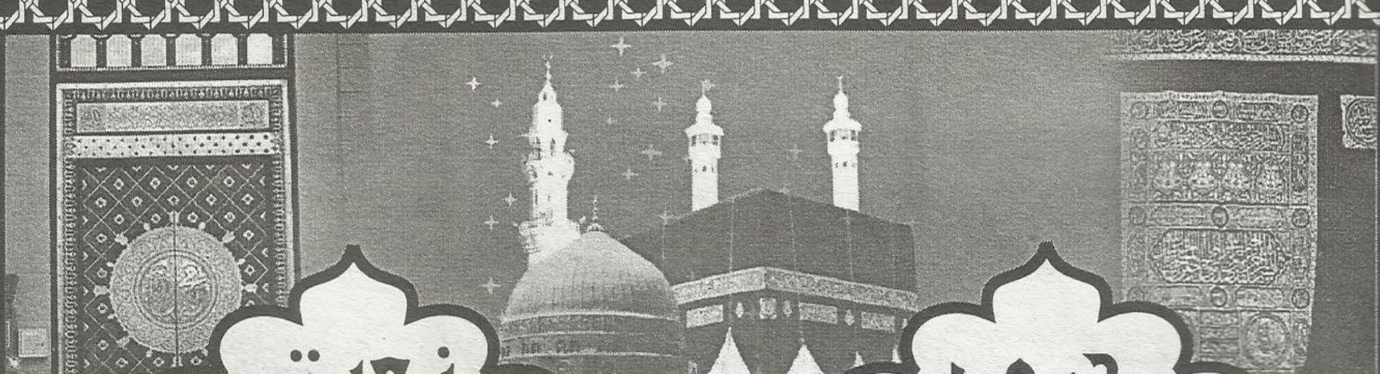
حضرت ابو عثمان النہدی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت سعد اور حضرت ابوبکر سے سنا اور وہ دونوں یہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کو میرے دو کانوں نے سنا اور میرے دل نے گواہی دی: جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ ہونے کا یہ جانتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہ اس کا باپ نہیں، پس جنت اس پر حرام ہے

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، حدیث نمبر ۲۶۰۰)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ ہونے کا دعویٰ کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دوری سے بھی سونگھی جا سکے گی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، حدیث نمبر ۲۶۰۱)



حمد
باری تعالیٰ جل جلالہ

شر کا ہدف ہوں خیر کی سوغات دے مجھے
امن و سکوں کے ریشمی لمحات دے مجھے

نور حطیم و اسود و میزاب و ملتزم
ابر منیٰ و نکہت عرفات دے مجھے

صدیوں سے خشک ہیں ندی نالے شعور کے
علم و ہنر کا موسم برسات دے مجھے

پتھر کا دور گرچہ ابھی تک محیط ہے
ریشم سے بڑھ کے نرم تو جذبات دے مجھے

دامن لغت کا ہے تہی مفہوم سے ابھی
میں بے نوا ہوں ذوق مناجات دے مجھے

ہر وقت تیری یاد کے جلتے رہیں چراغ
توفیق بندگی کی بھی دن رات دے مجھے

تیری عطاء کے نقرئی سکوں سے ہر گھڑی
لبریز ہو جو کاسہء حاجات دے مجھے

آسودگی کے پھول میں بانٹوں گلی گلی
ایسے بھی یا خدا کبھی حالات دے مجھے

یا رب تیرے نبی کے غلاموں کا ہوں غلام
لطف و کرم کے ارض و سماوات دے مجھے

حُب نبی کی جن میں دھنک پر فشاں ہوئی
اصحاب مصطفیٰ کی وہ عادات دے مجھے

حال سفر سماء کا سنوں جھوم جھوم کر
حور و ملک سے اذن ملاقات دے مجھے

دونوں جہاں میں دے مجھے صدقہ حضور کا
نقش قدوم پاک کی خیرات دے مجھے

سردار انبیاء کی میں لکھوں گا مدحتیں
یا رب تمام حسن کی آیات دے مجھے

نسبت کی چاندنی میرے گھر میں رہے مقیم
مولا ! شعور عظمت سادات دے مجھے

ہر آئینہ ہے دھند کی چادر میں اسلئے
ریگِ عرب کے چاند سے ذرات دے مجھے

ہے التجاء ریاض کی پروردگار سے
دنیا میں مغفرت کی علامات دے مجھے

ریاض حسین چودھری

نعت
سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

ایک بار اور بھی طیبہ سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا

مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

احمد ندیم قاسمی

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز

تحریر ظفر محمود چشتی

تمام حمد وثنا اس ذات بے ہمتا کو ہے جو خالق کائنات اور مالک ارض وسما ہے اس کی عظمتیں عظیم الشان، اس کے احسانات بے پایاں اور دلائل و براہین روشن جاوید۔ وہ جاہ وجلال کے حجابات میں پوشیدہ اور کمال وکارسازی میں یکتا ہے وہم وگمان اس کے تصور سے عاری اور تعریف میں تمثیل کے احاطہ سے عاجز ہے۔ اس کے فضل وتوفیق کے بغیر نہ کوئی گناہوں کی آلودگیوں سے اپنا دامن بچاسکتا ہے اور نہ ہی نیکی وپارسائی کے مدارج پر فائض ہوسکتا ہے۔

بے حد درود وسلام سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اطہر پر جن کی بدولت ہر چیز کو تخلیق کا عز وشرف ملا۔ ارض وسما اور اس کی ہر شے کا حسن وجمال اور حرکت وحیات انہی کے نور مجسم کی رہین منت ہے۔ وہ گلشن وحدت کے پھول ہیں جس کی مہک عرفان حق کے لئے مشام جان بنی۔ وہی اس عالم رنگ وبو کے بزم آراء ہیں جن کا دامن رحمت یوم حشر کو سیاہ کاروں کے لئے جائے پناہ وبخشش ہوگا۔ اُن کی آلؓ واصحابؓ پر اللہ تعالی کی برکتیں اور رحمتیں تا ابد جاری وساری رہیں۔

لاکھوں سلام ان نفوس قدسیہ پر جن کے قلوب ذات کبریا نے تجلیات و واردات کے لطائف سے ضیا بار کر کے ان کے سینوں کو آب معرفت سے معمور کیا ان پر اپنے کرم کے دروازے وا کیے۔ اُن کی زبانوں پر علم وحکمت کے چشمے جاری کئے۔ ان کا مقصد حیات اقامت دین اور وصال الی الحق تھا۔ انہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو ظلمت کدوں سے نکال کر جادہء مستقیم پر گامزن کیا، انکے رشد وہدایت سے کفر وشرک اور فسق وفجور کے زنار ٹوٹ گئے۔ تقوی وپارسائی، محبت و اخوت، ایثار وقربانی کی آبیاری سے چمنستان دہر کا ہر غنچہ، حق وصداقت کا پھول بن کر مہکا۔ اس وقت کرہ ارض پر کروڑوں فرزندانِ توحید کا وجود ان مردان حق کی نگاہِ کیمیا کا مظہر ہے جنہوں نے اپنی سیرت وکردار سے گم گشتہ راہ انسانوں کو نور اسلام سے فیض یاب کیا۔ اسیران نفس وہوا ان کی خانقاہوں سے کندن بن کر نکلے۔ ان کی قدم بوسی کو بڑے بڑے سلاطین وقت، امرا اور رؤسا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس عالم عبرت گاہ میں مخلوق کے ہادی اور ارباب تقوی کے رہبر وپیشوا بنے۔

انہی بارگاہ صمدیت کے مقبول اور خیر الاخیار میں سے ایک ہستی ہمارے محسن اعظم شیخ الشیوخ آلِ مصطفی ﷺ، دلبر مرتضیٰؓ، خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کی ہے۔ آپ حبیب اللہ، خلیفۃ الرسول فی الہند، شیخ الاسلام غریب نواز، سلطان الہند اور سادات حسنی وحسینی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چودہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم سے جاملتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سنجر میں ۱۱۳۹ء میں ہوئی۔ آپ نے گیارہ سال تک نہایت ناز ونعم میں پرورش پائی۔ جب آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک گیارہ سال تھی۔ آپ کے دو حقیقی بھائی اور تھے۔ جائیداد کی تقسیم ہوئی تو آپ کے حصے میں ایک باغ آیا جس کی آمدنی سے بسر اوقات ہوتی تھی۔ ایک روز آپ اپنے باغ میں تشریف فرما تھے کہ مجذوب سیدنا ابراہیم قندوزیؒ تشریف لائے خواجہ نے آپ کو سلام کیا اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا اور خوشہ انگور پیش خدمت کیا۔ قلندر نے انگور برغبت تمام نوش فرمائے بعد ازاں اپنی بغل سے تھوڑی سی کھلی نکال کر اول اپنے منہ میں ڈال کر چبائی پھر وہی کھلی اپنے منہ سے نکال کر خواجہ کے دہن میں ڈال دی۔ خواجہ پر اسی آن انوار الہی جلوہ گر ہوئے۔ دنیا سے دل اچاٹ ہوگیا باغ وبہار، جائیداد کو فروخت کر کے رقوم مساکین وغرباء میں تقسیم کردی اور مہاجر الی اللہ بن کر والدہ ماجدہؒ سے اجازت طلب کر کے رونق بخش سمرقند ہوئے۔ سمرقند میں اول قرآن مجید حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اس کے بعد اہل اللہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا لہذا علماء وصوفیا کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوتے قصبہ ہارون علاقہ نیشا پور میں وارد ہو کر

قدوۃ الاولیاء خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے، خواجہ غریب نواز جوں ہی خواجہ ہارونیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو خواجہ ہارونیؒ کی ایک نگاہ نے عرش تا تحت الثریٰ روشن کر دیا اور فوراً بیعت کرلی۔ اڑھائی سال تک نفس کشی کے لئے چلہ کیا۔ اس کے بعد ساڑھے بیس سال تک مرشد کے ہمراہ سفر کیا۔ مرشد کا کل سامان اپنے کندھوں پر اٹھائے رکھا۔ شیخ سے رخصت ہو کر بغداد شریف میں تشریف لائے اور کوہ جودی پر غوث اعظم میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات کی۔ غوث اعظم کے پاس ایک حجرہ میں پانچ ماہ سات دن چلہ کیا اور فیوض باطنی حاصل کئے۔ اسکے علاوہ آپ نے دوران سفر جن اولیاء اکرام کی زیارت کی ان میں شیخ ضیاء الدینؒ، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ روح الدینؒ کرمانی، خواجہ یوسف ہمدانیؒ، شیخ ابوسعید تبریزیؒ، خواجہ محمود اصفہانیؒ، خواجہ ناصر الدینؒ اور عبدالواحد غزنویؒ شامل ہیں۔

اس کے بعد آپ مرشد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ فریضہ حج ادا کیا مرشد کامل نے غلاف کعبہ کو تھام کر بارگاہ ایزدی میں عرض کی الٰہی معین الدین حسنؒ میرا روحانی فرزند ہے اسے قبول فرما آواز آئی ہم نے اسے قبول فرمایا۔ مکہ معظمہ کی حاضری کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی خواجہ ہارونی نے جالی مبارک روضہ اقدس کو پکڑ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ معین الدینؒ میرا روحانی فرزند ہے اسے قبول فرمایئے روضہ اقدس سے آواز آئی اے معین الدین حسن تو ہمارے دین کا معین ہے ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولائیت عطا فرمائی اسی وقت آپ کو ہندوستان کی سیر کرائی گئی اور مقام اجمیر دکھایا گیا۔ خواجہ غریب نواز پیرو مرشد سے رخصت ہو کر استر آباد اور ہرات میں قیام پزیر ہوئے پھر ہرات سے شہر بلخ آئے اور شیخ احمد خضرویہؒ کی خانقاہ میں چند ماہ قیام فرمایا۔ پھر آپ افغانستان کے شہر غزنی میں تشریف لائے غزنی سے ۱۱۹۰ء میں ہندوستان کو شرف قدم بوسی عطا کرنے لاہور پہنچے۔ لاہور میں مخدوم دو جہاں سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کے مزار اقدس پر دو ماہ تک اعتکاف کیا اور باطنی فیوض و برکات حاصل کیے۔ حضور داتا گنج بخشؒ کی پائنتی کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا جو قیامت تک امر ہو گیا اور شہرت عام پا کر ہر خاص و عام کا ورد زبان ہو گیا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

داتا گنج بخشؒ کے مزار کی پائنتی میں آپ کا حجرہ اعتکاف آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ لاہور سے جالندھر تک اور دہلی میں قیام فرمانے کے بعد دس محرم الحرام ۵۹۱ھ میں خواجہ ہند الولی خلیفۃ الرسول فی الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتیؒ نے اجمیر شریف میں قدم رنجہ فرمایا اس وقت پرتھوی راج کی یہاں حکومت تھی جو بڑا ظالم اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ خواجہ غریب نوازؒ کی آمد سے کفر لرزہ براندام ہو گیا آپ کی نگاہ فیض رساں جس طرف اٹھتی بت کدے اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھتے دشمنان اسلام آپ کے سامنے آتے ہی مشرف بہ اسلام ہو جاتے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں رائے پتھورا کی جاہ و حشمت آپ کے جمال با کمال کے سامنے بے بس نظر آنے لگی اس نے جیپال جوگی کو جو معروف جادوگر تھا خواجہ بزرگ کی طرف بھیجا لیکن جیپال آپ کے کمالات و کرامات کا مشاہدہ کر کے اسلام لے آیا اور آپ کا حلقہ بگوش غلام بن گیا رائے پتھورا آپ کے خدام کو ضرر پہنچانے کے منصوبے بناتا لیکن جونہی اس کے دل میں یہ خیال فاسد آتا وہ نابینا ہو جاتا۔ پھر بھی اس کا دل شرک کی ظلمت سے لبریز رہتا آپ کے خدام کو تنگ کرتا رہتا آپ نے اسے کہلا بھیجا کہ میرے درویشوں کو مت ستاؤ لیکن اس کا سر غرور اور تکبر سے بھرا رہتا تھا اور خواجہ کی شان میں ناشائستہ کلمات منہ سے نکالے۔ آپ نے فرمایا پتھورا زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم (یعنی پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے میں نے لشکر اسلام کو دے دیا) تین دن بعد ۱۱۹۱ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے اجمیر پر حملہ کیا اور راجہ زندہ گرفتار ہو گیا حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے چھوت چھات کے اس بھیانک ماحول میں اسلام کا نظریہ توحید عملی طور پر پیش کیا اور گمراہان ہند کو راہ راست پر لا کر ان کو نور ایمان سے منور فرمایا۔ ہندوستان میں یہ ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب تھا جس کا بانی سلطان المشائخ و نجات دہندہ ہندوستان ہوتے ہوئے چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتا تھا۔ آپ کی نظر کی تاثیر کا یہ

عالم تھا کہ جس طرف دیکھ لیتے اس کی زندگی معصیت سے پاک ہو جاتی فاسق گناہ سے تائب ہو جاتے اپنے پرائے آپؒ کی خدمت میں استعانت کیلئے حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔تمام مذاہب کے لوگ مزار اقدس پر حاضری کو باعث خوش بختی سمجھتے ہیں۔

آپ کے خلفاء نے سلسلہ چشتیہ کی نشر واشاعت میں بہت حصہ لیا بالخصوص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی کو اپنا مرکز بنا کر ہندوستان بھر میں تصرف فرمایا یہ خواجہ غریب نواز کا فیضان ہی تھا جس سے سارا برصغیر پاک و ہند، اولیائے امت بالخصوص خواجگان چشتؒ کی کاوش شاقہ سے نور اسلام سے منور ہوا لاکھوں گم گشتہ راہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　　چراغ چشتیاں ہر گز نہ میرد

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا یہ عالم تھا کہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے ستر برس تک شب بیداری کی روزانہ دو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔سماع کا بہت ذوق فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ کو کوئی ہوش نہ رہتی۔فرمایا کرتے تھے: جو میرا یا میرے فرزندوں کا مرید ہوگا جب تک بہشت میں داخل نہ ہوگا میں جنت میں داخل نہ ہوں گا۔پوچھا گیا فرزندوں سے مراد خلفاء ہیں یا آپ کی اولاد فرمایا کہ خلفاء کہ قیامت تک جن کا سلسلہ مجھ پر منتہی ہوگا اسی لیے چشتی حضرات کو چشت اہل بہشت کہتے ہیں۔

شب انتقال چند بزرگان دین نے خواب میں حضور سرور انبیاء ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دین کا معین حسن سنجری آرہا ہے میں اس کے استقبال کو آیا۔سبحان اللہ، جس شب آپؒ کا انتقال ہوا (۶ رجب ۶۳۳ھ بمطابق ۱۲۳۵ء بعمر تقریباً ۹۶ سال) تمام احباب سے علیحدہ ہو کر اپنا حجرہ مبارک بند کر لیا جو حضرات حجرہ سے باہر تھے انہوں نے حجرہ کے اندر پاؤں کی آہٹ سنی گویا عاشقان پاک طینت وجد کر رہے ہوں آخر شب وہ آواز بند ہو گئی نماز فجر کے وقت مریدین نے دستک دی کوئی جواب نہ پا کر دروازہ کھولا تو آپؒ وصال الی الحق فرما چکے تھے اور پیشانی مبارک پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ حبیب اللہ مات فی حب اللہ یعنی اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں فنا ہو ا۔آپ کا روضہ اقدس آج بھی اجمیر شریف (ہندوستان) میں مرجع خلائق، غم زدوں کے لئے باعث راحت و تسکین ہے۔آج تک غرباء امراء اور سلاطین وقت در خواجہ پر حاضری کو اپنی خوش بختی تصور کرتے ہیں۔

آپ کے ارشادات ہیں۔۔۔۔۔

☆...... خانہ کعبہ کا میں نے طواف کیا اب وہ میرا طواف کرتا ہے۔

☆...... عارفین، آفتاب کی مانند تمام عالم پر چمکتے ہیں تمام جہان ان کے نور ولائت سے منور ہیں۔

☆...... محبت کی آگ سے زیادہ کوئی آگ نہیں ہوتی۔

☆...... خدا کے دوست میں چار باتیں ہوتیں ہیں تواضع، شفقت سخاوت اور صحبتِ صالحین۔

☆...... مرید ثابت قدم وہ ہے جس سے بیس سال تک کوئی گناہ نہ ہو۔

☆...... چار چیزیں گوہر نفس ہیں۔　دشمن سے دوستی کرنا،　غربت کو چھپانا،　اپنا دکھ کسی سے نہ کہنا،　اللہ پر بھروسہ رکھنا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھ جیسے بے علم و عمل اور پر تقصیر سمیت تمام غلاموں کے قلوب و اذہان کو خواجہ غریب نوازؒ کے فیوض و برکات سے منور فرمائے اور دنیا و آخرت میں آپ کی نگاہ کرم ہماری مشکل کشائی کا باعث ہو اور تا قیامت آپ کا فیض جاری و ساری رہے۔(آمین)

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کلیامیؒ

﴿صاحبزادہ یاسر مشتاق صابری﴾

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور برگزیدہ بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: خبردار اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم (پارہ نمبر ۱۰ آیت نمبر ۶۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو دنیا وآخرت میں ہر خوف اور غم سے بے نیاز کر دیا۔ حضور داتا علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ دنیا وعقبیٰ کی کوئی چیز نہ ہو۔ حضرت مائی رابعہ بصریؒ نے اولیاء اللہ کا اپنے رب کے ساتھ قرب ومحبت کا ایک دعا میں یوں اظہار کیا کہ اے اللہ اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو مجھے جہنم میں ڈال دے اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ سے کرتی ہوں تو اس سے محروم کر دے۔ اے اللہ اگر میں تیری عبادت تیری رضا ومحبت کے لئے کرتی ہوں تو مجھے اپنے جمال سے محروم نہ رکھنا۔۔

جب کوئی انسان اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے مقام رضا پر پہنچ جاتا ہے تو پھر بقول عارف رومی اس کا بولنا خدا کا بولنا ہو جاتا ہے

گفتہ اُو گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

انہیں اولیائے کاملین میں میرے جدامجد بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا تعلق مغلیہ گھرانے سے تھا آپ کا شجرہ نسب یوں ہے آپ کے والد محترم کا نام مرزا روح اللہ بیگ بن شہزادہ محمد معظم (بہادر شاہ اول) بن شہنشاہ غازی اورنگزیب عالمگیر بن شہنشاہ شاہجہاں بن شہنشاہ جہانگیر بن شہنشاہ اکبر بن شہنشاہ ہمایوں بن شہنشاہ ظہیر الدین بابر ہے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ دہلی کے بازار میں فوجی دستے کی ہمراہی میں رسالدار میجر کی حیثیت سے گزر رہے تھے کہ کانوں نے ایک عجیب آواز سنی، وہ آواز جس نے ان کی زندگی کی کایا پلٹنا تھی، جس نے ان کو رب کی قربتیں عطا کرنا تھیں۔ وہ آواز ایک مجذوب، درویش خدا مست کی تھی۔ وہ درویش جو لمحوں میں دل کی دنیا بدل دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایک درویش نے آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ جملہ یہ تھا ''جھڑا مینوں رج کے کھلاوے کو منگے سو پاوے'' جو مجھے پیٹ بھر کے کھلائے گا، وہ جو مانگے گا اس کو ملے گا۔ آپ اس درویش کو ایک کھانے والی جگہ لے گئے اور کھانا پیش کیا۔ درویش نے سارا کھانا کھا لیا۔ اور پھر وہی آواز لگائی ''جو مجھے پیٹ بھر کے کھلائے گا، وہ جو مانگے گا اس کو ملے گا'' حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنے پاس موجود تمام رقم، گھوڑا، زین، ہتھیار حتیٰ کہ اپنے پاس موجود ہر چیز فروخت کر کے اس درویش کی بھوک مٹانے کی کوشش کی۔ جب درویش نے آپ کا یہ سچا جذبہ دیکھا تو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ''تو نے میرا پیٹ رزق سے بھرا اور میں نے تیرا سینہ نور سے بھر دیا، جلال آباد شریف جاؤ وہاں ایک غوث سید مظہر علی شاہ رہتے ہیں۔ ان کی بیعت کرو۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور روحانی فیوضات کے وارث بنے۔ مرشد پاکؒ نے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے نوازا اور آپ کو خرقہ خلافت و ولایت عطا فرمایا اور حکم دیا کہ آپ خطہ پوٹھوہار میں عوام الناس کو نور باطنی سے منور کریں۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف چشتی صابری کلیامیؒ نے فرمایا کہ حضرت وہاں تو خشک سالی ہے۔ مرشد پاکؒ نے فرمایا کہ حضرت آپ وہاں جائیں گے تو خشک سالی ختم ہو جائے گی اور ہر طرف شادابی ہی نظر آئے گی۔

آپ نے جلال آباد (انڈیا) سے پوٹھوہار کی طرف سفر شروع کیا راستے میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی تعارف کے بعد مولوی صاحب نے آپ کو اپنے

پاس قیام کی دعوت دی اور کہا کہ صبح آپ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں ،اس کی پر خلوص اور محبت بھری دعوت کو آپ نے شرف قبولیت بخشا اور رات وہیں گزارنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے رات کے وقت مسجد میں قیام کیا اور مولوی صاحب کو اپنے مرشد کے عطاء کردہ تبرکات (جبہ مبارک اور ٹوپی) ایک تھیلے میں ڈال کر دیے اور فرمایا کہ یہ میری زندگی کا حاصل ، میرے مرشد کے عطاء کردہ تبرکات ہیں جن کو میں امانتاً آپ کے پاس رکھ رہا ہوں صبح جاتے ہوئے واپس لے لوں گا۔ مولوی صاحب وہ متبرک تھیلا اپنے گھر لے گئے اور سنبھال کر رکھ دیا، رات کا ایک پہر گزرنے کے بعد مولوی صاحب نے تھیلے سے ذکر الٰہی کی آوازیں سنیں ۔مولوی صاحب یہ کرامت دیکھ کر حیران ہو گئے اور غور وفکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہ متبرک اشیاء میں اپنے پاس ہی رکھوں گا اور اس مسافر کو ہر گز واپس نہیں کروں گا۔

مولوی صاحب کا اس متبرک تھیلے کو اپنے پاس رکھنا اپنی جگہ برحق تھا، ان کو ایسی چیز مل گئی تھی جو باعث صد برکات تھی مگر ان کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ امانت کسی درویش کی اپنے مرید باصفا کو عطاء کردہ ہے جس نے یہ چیزیں اپنے ظاہری منصب خاندان، جاہ وحشمت کو قربان کر کے حاصل کی ہیں، مولوی صاحب اس حقیقت سے بھی ناآشنا تھے کہ یہ تبرکات اس طرح غصب کر کے حاصل نہیں کیے جاسکتے ۔یہ تو صرف عشاق کا نصیب ہیں جو عشق کی وادی سے گزر کر ہی ملتے ہیں ۔مولوی صاحب نے تبرکات نہ دینے کا دل ہی دل میں تہیہ کر رکھا تھا صبح جب آپ نے اپنی منزل کی طرف روانگی کی تیاری کی اور مولوی صاحب کو کہا کہ وہ میری امانت مجھے دے دیں تاکہ میں جاؤں ۔مولوی صاحب نے جواباً امانت کا انکار کیا جس پر مسجد میں موجود باقی نمازی متوجہ ہوئے اور پوچھنے پر آپ نے ان کو بتایا کہ میں نے ان مولوی صاحب کو اپنے مرشد کے تبرکات ایک تھیلے میں ڈال کر دیے تھے مگر اب وہ اس امانت سے انکاری ہیں۔اس پر لوگوں نے کہا کہ اے درویش ہمارا امام ایسا آدمی نہیں جس نے تمہاری چیزیں اپنے پاس رکھ لی ہوں۔ وہ اس بات سے ناآشنا تھے کہ یہ کوئی عام کرتہ اور ٹوپی نہ تھے بلکہ یہ تو ایک خاص اور متبرک اشیاء تھیں ۔آپ نے دل میں سوچنا شروع کر دیا کہ اب کیا کیا جائے، آپ نے روانگی کا ارادہ ترک کیا اور وہ دن ادھر ہی قیام کیا دوسرے دن پھر آپ نے مولوی صاحب کو کہا کہ میری امانت واپس کر دیں۔ مسافروں کے ساتھ اس طرح دھوکہ کرنا مناسب نہیں۔اس پر مولوی صاحب نے آپ کو دھمکی دی کہ اس مطالبہ سے باز آ جاؤ۔ بدقسمتی سے اسی روز مولوی صاحب کا بیٹا فوت ہو گیا۔مگر مولوی صاحب کو اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔اگلے دن دوسرا بیٹا فوت ہو گیا۔ دو دن کے بعد آپ نے پھر مولوی صاحب سے اپنی امانت طلب کی تو مولوی صاحب نے پھر انکار کر دیا۔لوگوں نے جب مسلسل ان واقعات پر غور کیا تو انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ درویش شاید سچ کہتا ہے کہ سارا علاقہ صحت مند ہے مگر مولوی صاحب کے گھر ہیضہ کی وبا آئی ہوئی ہے۔اسی عالم میں خواجہ صاحب نے مولوی صاحب کے گھر کی طرف جلالی نظر سے دیکھا تو اس کے گھر میں آگ لگ گئی۔تمام لوگوں نے مل کر آپ سے معافی مانگی آپ نے فرمایا میری امانت واپس کر دو۔تو لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ خود جا کر مولوی صاحب کے گھر سے لے لیں آپ نے جلتی ہوئی آگ میں گھر کے اندر قدم رکھے تو آگ بجھنا شروع ہو گئی اور وہ متبرک تھیلا محفوظ حالت میں آپ نے اپنے ہاتھوں لے لیا۔

سفر کرتے ہوئے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ اٹک جا پہنچے، کسی درویش نے آپ کو بتایا کہ آپ کا علاقہ پیچھے ہے وہاں سے واپسی پر آپؒ نے حضرت بری شاہ لطیفؒ کے مزار پر حاضری دی۔تو حضرت بری شاہ لطیفؒ نے فرمایا آپ اس علاقے کے بادشاہ ہیں۔ وہاں سے آپ نے حضرت شاہ چن چراغ کے مزار پر حاضری دی تو حضرت شاہ چن چراغؒ نے فرمایا یہی آپ کا علاقہ ہے اور آپ کو قرآن پاک کا حافظ ہونے کی بشارت دی۔

آپ نے قرآن پاک کو حفظ کرنے کی غرض سے حضرت شاہ چن چراغ کی روحانی رہنمائی کے مطابق بنہ دھنن نامی جگہ پر ایک نیک سیرت باعمل استاد سے قرآن پاک حفظ کیا۔ دوران حفظ آپ کے استاد گرامی کے ایک دوست میاں محمد حاجیؒ آپ کی نیک سیرت اور عبادت گزار شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خانؒ کے ہاں دو فرزند ارجمند حافظ غلام مصطفیٰ اور حافظ غلام مرتضیٰ پیدا ہوئے۔اس کے بعد آپ

کلیام شریف

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا عالم یہ تھا کہ آپ نے تمام عمر عبادات، مجاہدات صلوۃ وصوم کی پابندی اور حصول رزق حلال میں بسر فرمائی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی طبیعت بہت ہی جلالی تھی کئی بار ایسا ہوا پرندہ آپ کے مزار کے اوپر سے گزرا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے آپ نے ساری زندگی شریعت اور طریقت کے مطابق گزاری۔ مقامی لوگ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے اوصاف سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جوق در جوق آپ کے حلقہء ارادت میں شامل ہو گئے۔ اسی دوران حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے متعدد مریدین کو کشتی خاندان چشتیہ صابریہ میں سوار کیا جن میں آپ کے واحد خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ ہیں جن کے چرچے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہی وہ واحد ہستی ہے جس کو آپ نے اپنی خلافت سے نوزا اور خواجہ فضل الدین چشتی صابری کے علاوہ کوئی اور شخص آپ کا خلیفہ نہ ہوا۔

۱۲۴۹ ہجری کو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی طبیعت خراب ہوئی۔ آپ نے کئی روز کچھ نہ کھایا۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی فرمائش پر کھیر پکائی گئی اور جب غلام رسول صاحب (بابا فضل الدین کے بڑے بھائی) نے پیش کی تو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے جونہی لقمہ اپنے منہ میں ڈالا آپ کو کھانسی شروع ہو گئی اور کھیر منہ سے نکل کر واپس پیالے میں جا گری۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے غلام رسول صاحب سے فرمایا کہ تم کھیر کھالو۔ مگر وہ خاموش رہے دوسری مرتبہ فرمایا تو وہ پھر خاموش رہے تیسری مرتبہ فرمانے پر بھی جب غلام رسول صاحب خاموش رہے تو حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے کھیر کھانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا جس کا نصیب تھا اس کو مل گیا اس طرح خواجہ فضل الدینؒ نے وہ کھیر کا پیالہ جو فیضان الٰہی سے لبریز تھا کھا کر حضرت خواجہ حافض محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے خزانہ باطنی کے وارث بن گئے

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ جب دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ غلام مصطفیٰ اور حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ کے ہاتھ اپنے خلیفہ مجاز خواجہ فضل الدین کلیامی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا "فضل الدین قیام والے دن میں یہ ہاتھ تم سے لوں گا ان کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت کی تمام ذمہ داری تمہاری ہے۔" چونکہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے دونوں صاحبزادے کم عمر اونابالغ تھے اس لئے آپ نے دم رخصت یہ ذمہ داری اپنے روحانی فرزند خواجہ فضل الدین کے سپرد کی۔ حضرت خواجہ فضل الدین نے اپنے مرشد گرامی کے دونوں صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت اور ضروریات زندگی کا دل و جان سے خیال رکھا اور تمام ذمہ داریاں بھرپور طور پر ادا کیں۔

بالآخر سلسلہ چشتیہ صابریہ کا یہ درخشاں ستارہ ۱۲ صفر ۱۲۴۹ ہجری بمطابق ۱۸۲۸ء بروز جمعۃ المبارک کو اس جہان فانی سے پردہ فرما گیا۔ مگر اس درخشاں ستارے کی روشنی سے آج بھی لوگ اسی طرح مستفید ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا سالانہ عرس مبارک ۲۷ جون تا ۶ جولائی بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

کلیام اعوان میں حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار کے علاوہ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ بابا فضل دین چشتی صابری کلیامی اور حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے دو پوتوں حضرت خواجہ الف دین چشتی صابری کلیامیؒ اور خواجہ نور حسین چشتی صابری کلیامی کے مزارات کے علاوہ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی صابری کلیامیؒ اور الحاج حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی کلیامیؒ کے مزارات بھی ہیں۔ ان سے وابستگی رکھنے والے ہزاروں عقیدت مندان بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے اور فیض حاصل ہیں۔

سلطان العاشقین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ پیر فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ

﴿صاحبزادہ طارق مسعود مرزا﴾

سلطان العاشقین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ پیر فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کا تعلق ہاشمی قریشی خاندان سے تھا۔ آپ کا شجرہ نسب بائیس واسطوں سے حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے جد امجد مدینہ منورہ سے دلی تشریف لائے وہاں سے پنجاب کا رخ کیا یہاں سے ضلع گجرات میں آپ کے پڑدادا بزرگوار حافظ امان اللہ عرف امین الدین جن کے اسم مبارک پر امن پور داخلی محمدی پور مدینہ مشہور ہوا، قیام فرمایا وہاں سے آپ کے دادا بزرگوار حافظ زکاء الدین ترک سکونت کر کے کلیام سیداں میں آ کر آباد ہوئے اور یہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ کے ہاں حافظ فتح اللہ عرف میاں بڈھا پیدا ہوئے جو حافظ قرآن عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ چاروں سلسلہ ہائے طریقت، نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اور چشتیہ کی خلافت بھی رکھتے تھے۔ آپ کے ہاں تین صاحبزادگان حضرت شیخ نور احمد، شیخ غلام رسول اور تیسرے فرزند حضرت خواجہ پیر فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار کا مزار مبارک کلیام سیداں میں واقع ہے۔ بچپن ہی سے آپ کی عجیب وغریب عادات ومشاغل نے اہل خانہ اور دیگر لوگوں کو گرویدہ بنا رکھا تھا جب ہوش سنبھالا تو سلوک کی منازل طے کیں اور چلہ کشی کا آغاز کیا۔ آپ جنگلوں اور ویرانوں کی طرف یاد الٰہی کے لئے نکل جاتے آپ کو بچپن ہی سے عبادات کا ذوق وشوق تھا۔ آپ کا لباس وطبیعت نہایت ہی سادہ تھی آپ صبر واستقلال کا مجسمہ تھے۔ آپ نے دنیاوی عیش وآرام کی لذتوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے سادہ اور درویشانہ طریقہ کار اپنا شعار بنایا آپ ہمیشہ نرم پوٹھوہاری زبان میں گفتگو فرماتے آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ بچپن ہی میں قرآن پاک کے علاوہ بہت سی دینی کتب کا مطالعہ کیا۔

آپ کے مرشد پاک بانیء سلسلہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کافی عرصہ تک اپنے شیخ طریقت کے آستانے پر مدارج ومنازل طریقت طے کرنے اور خرقہ وتاج ولایت ملنے کے بعد کلیام شریف تشریف لائے اور اس مقام کو مرکز تبلیغ بنایا۔ آپ شاہی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخیؒ کی پیروی کرتے ہوئے فقر وفاقہ کی راہ اختیار کی۔ لوگ آپ کی نورانی وروحانی محافل میں ذکر حق کی ضیاء باریوں سے مستفید اور فیض روحانیت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ اسی دوران خواجہ پیر فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی درخواست کی جسے آپ نے باکمال شفقت منظور فرمایا۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کی دوپہر موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ میں برہنہ پتھر پر گزرتی اور موسم سرما کی یخ بستہ راتوں میں اپنے سر مبارک پر پانی کی دھاریں ڈلواتے اور فرماتے ہائے جل گیا ہائے سڑ گیا۔ مسلسل مجاہدہ وریاضت نے آپکے چلنے پھرنے میں رکاوٹ ڈالی تو آپ نے پالکی میں سفر کیا۔

آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوتی تھی جو ہر روز اپنے گاؤں سے آپؒ کی خدمت میں دودھ پیش کرتی تھی ایک روز دودھ لے کر اپنے گھر سے آئی تو راستے میں ایک بہت بڑے سانپ کو دیکھا جو اس کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ پہلے وہ بہت گھبرائی مگر پھر جرات کر کے اس نے آواز دی۔

کالیا ناگا چھجلی والیا تد تہیں کیوں میں ڈراں
طالب ہواں میں خواجہ فضل شاہ نیں تد لڑیاں کیوں مراں

ترجمہ: اے کالے ناگ میں تجھ سے کیوں ڈروں کیونکہ میں تو خواجہ فضل الدینؒ کی خادمہ ہوں تیرے کاٹنے سے میں مر نہیں سکتی۔

سانپ نے جب یہ سنا تو فوراً ایک طرف غائب ہو گیا عورت درگاہ کلیام شریف پہنچی تو سرکار نے پوچھا کہ راستے میں کیا ہوا تب اس خاتون نے سارا واقعہ بیان کیا۔

یہ سنناتھا کہ باباجی کلیامیؒ نے فرمایامائی تُو تو صدق دل والی ہے آج کے بعد کسی کو بھی سانپ کاٹے اور وہ یہاں آجائے تو اللہ کے کرم سے شفایاب ہوگا۔

باباجی کلیامیؒ کا سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے خاص تعلق تھا۔اور پیر صاحب گولڑہ شریفؒ اکثر آپ کے پاس آتے تھے۔ایک دفعہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ باباجی کلیامیؒ کی آپ پر خصوصی توجہ ہے تو آپ کی نماز ابھی تک کیوں نہیں چھوٹی،اس پر پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر باباجیؒ خود بھی مجھے ترک نماز کے لئے کہیں تو میں تعمیل نہ کروں گا اور نہ ہی دوسروں کے کہنے پر ان سے ملاقات چھوڑوں گا۔

پیر صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجاہدہ نفس میں باباجیؒ کو بلند مقام حاصل تھا۔ایک دفعہ باباجیؒ نے پیر صاحب گولڑہ شریفؒ سے فرمایا: پیر جی! درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔کئی برس سے نفس ٹھنڈا پانی مانگتا ہے لیکن اسے گرم پانی ہی دیتا ہوں۔میں نہیں جانتا کہ کس پھل کا ذائقہ کیسا ہے۔کئی باشرع علماء آپ کے سلسلہ ارادت میں شامل تھے۔

ایک رات آپ اپنے کمرے میں آرام فرمارہے تھے کہ پاس ہی رکھی ستار پر ایک چوہا گزرا تو تاروں سے ایک جھنکار نکلی۔آپؒ تڑپ کر چار پائی سے دور جاگرے اور کہنے لگے ہائے سڑ گیاں۔ہائے بلی گیاں یعنی ہائے جل گیا آپ پر سماع کا شوق بہت غالب تھا۔پیر صاحب گولڑہ شریفؒ فرماتے تھے۔"مجھے حیات بابرکات باباجی کلیامیؒ میں ان کی خدمت میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔جس قسم کی ریاضات شاقہ نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں نے کی ہیں،اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی ا۔ہل ظاہر ان کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث ان پر معترض ہوتے تھے۔ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہیں گزرتا تھا اور کمال استغراق حال سے اشغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے"۔

ا یک دن باباجی کلیامیؒ کی مجلس میں کسی نے پڑھا،قمریاں چین فرید فریدؒ،،،تو آپ کی ہڈیواں سے تراخ تراخ کی آواز آئی اگر اس مجلس میں کوئی وجد کا انکار کرنے والا شخص ہوتا تو وہ بھی حیران ہوجاتا۔

پیر صاحب گولڑہ سید پیر مہر علی شاہؒ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور باباجی کلیامیؒ پاک پتن شریف باباجی گنج شکرؒ کے عرس پر اکٹھے گئے۔آپ نے فرمایا جب بہشتی دروازہ کھلے گا تو بابا گنج شکرؒ کے روضہ پر جو کلس ہے گھوم جائے گا چنانچہ میں نے دیکھا کہ واقعی کلس گھوم گیا۔آپ نے کلس گھومنے کی حکمت بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سرور انبیاﷺ اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں۔

پنجہ ضلع شاہپور کے مشہور عالم اور قاری جناب قاضی عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ جب میں راولپنڈی چھاؤنی میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف میں حاضر ہوا کرتا تھا۔باباجی کلیامی کے ایک مرید اور خلیفہ مجاز حضرت خواجہ مولوی عبدالستار صابریؒ انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ کی زیارت کو گئے وہاں جاکر انہوں نے خواب میں حضورﷺ کی زیارت کی آپﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بدعتی پیر کو ہمارا اسلام کہنا جب واپس آئے تو دل میں یہ سوچنے لگے کہ حضورﷺ تو باباجی کو بدعتی کہہ سکتے ہیں مگر میرا کہنا خلاف ادب ہے انہی سوچوں میں کئی دن گزر گئے تو ایک دن باباجی کلیامیؒ نے حضرت مولوی عبدالستار صاحبؒ کو مخاطب کیا اور فرمانے لگے کہ میرا اسلام مجھ تک کیوں نہیں پہنچاتے اس پر حضرت مولوی صاحبؒ عرض گزار ہوے کہ جناب! حضورﷺ تو آپ کو کہہ سکتے ہیں مگر میرا کہنا خلاف ادب ہے اس لئے میں خاموش رہا۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(مرزا مدثر ربانی)...............................

کلیام شریف کو مرکز روحانی تجلیات بننے کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب خطہ پوٹھوہار کے بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ قطب عالم قبلہ جناب حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی ذات بابرکات کے مبارک قدم یہاں لگے، آپ ہی کے طفیل کلیام شریف کی سرزمین کو سرسبزی وشادابی نصیب ہوئی اور آپ ہی نے اس سلسلہ فیض کی بنیاد رکھی۔

جب آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب جلال آبادیؒ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد خطہ پوٹھوہار کی ولایت عطاء کی اور پوٹھوہار روانہ ہونے کا حکم دیا تو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے ادب وانکسار کے ساتھ عرض کی کہ خطہ پوٹھوہار پر تو قحط کی وجہ سے لوگوں کا جینا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ تو اس پر حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب جلال آبادیؒ نے فرمایا کہ خواجگان چشت نے اسی قحط کو ختم کرنے اور اس جگہ پر ظاہری و باطنی خوشحالی وبرکات لانے کے لئے آپ کی ذات کو منتخب فرمایا ہے۔ آپ پوٹھوہار کی سرزمین پر جہاں بھی قدم رکھیں گے تو ان شاءاللہ خواجگان چشت کی توجہات اور ان کے فیوض وبرکات سے سبزہ اور خوشحالی آجائے گی، پھر دنیا نے اس فرمان درویش کو عملی شکل میں اسطرح دیکھا کہ جب آپ کلیام شریف پہنچے تو آپ کے سلسلہ فیض وہدایت نے ہر طرف روحانی فیوضات جاری فرما دیے جن کی وجہ سے ہر طرف خوشحالی آگئی۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا سلسلہ فیض آپ کے واحد خلیفہ مجاز اور منظور نظر حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ سے جاری ہوا۔ حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے علاوہ آپ کا کوئی خلفیہ مجاز نہیں تھا۔

میں یہاں چند حقائق سے عوام الناس اور بالخصوص مریدین کلیام شریف کو آشناء کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱- رسالہ ماہنامہ شمشیر حق (لاہور) میں سائیں حضرات کے پڑدادا (سائیں دینو) کو قبلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کا خلیفہ مجاز لکھا گیا ہے۔ جو کہ جھوٹ اور من گھڑت بات ہے۔

سائیں حضرات نے اپنے پڑدادا سائیں دینو کو سائیں دین محمد کہہ کر خواجہ حافظ صاحبؒ کا خلیفہ مجاز ہونے کا دعوی کیا۔ اور جھوٹی خلافت کا ڈھونگ رچایا۔ اگر گزشتہ 150 سال کا محکمہ مال کے کاغذات کا معائنہ کریں تو وہاں سائیں حضرات کے پڑدادا کا نام صرف ''دینو'' درج ہے جبکہ سائیں دین محمد کوئی شخص ان کے پڑدادا میں سے نہیں تھا، اگر سائیں دین محمد ہی ان کا پڑدادا ہوتا تو زمینوں کی ملکیت اور محکمہ مال کے تمام کاغذات میں اس کا نام دینو کی بجائے سائیں دین محمد ہی درج ہوتا کیونکہ ہر شخص کو اپنے والد کا مکمل نام تو پتہ ہوتا ہے۔ اس طرح سائیں حضرات نے خود کو کلیام شریف کا نام نہاد گدی نشین کہلوانا شروع کر دیا۔

جبکہ سائیں حضرات کو نہ تو کسی شیخ کامل کی باقاعدہ خلافت دی گئی اور نہ ہی ان کو گدی نشین بنایا گیا۔ درحقیقت سائیں خاندان کا کلیام شریف کے بزرگوں کے ساتھ رابطہ اس وقت شروع ہوا جب بابا فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کو لنگر کی ضروریات اور کام کاج کیلئے افرادی قوت کی ضرورت تھی اور اس خاندان کو رہائش اور گزر اوقات کے لئے کسی سہارے کی ضرورت تھی اس طرح یہ خاندان خواجہ فضل الدین کے خدام کی حیثیت سے شامل ہوا اور خواجہ فضل الدینؒ نے ان کو اپنے مرشد پاک کے آستانے اور لنگر خانے کے کام کاج کیلئے بطور خدمت گار رکھا۔ یوں یہ حضرات بابا فضل الدین کے خدمت گار بن کر وقت گزارنے لگ پڑے چونکہ خواجہ فضل الدینؒ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے بابا فضل الدین کلیامیؒ کی وفات کے بعد مزارات کے قابض بن کر بیٹھ گئے۔

حالانکہ یہ حضرات نہ ہی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ اور حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی کی اولاد میں سے ہیں اور نہ ہی کوئی با قاعدہ خلافت ان کو دی گئی اور نہ ہی کبھی گدی نشینی کا ان کو اختیار دیا گیا اگر سائیں دینو کو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے خلافت دی ہوتی تو اس بات کا تذکرہ گلزار فضل میں ضرور ہوتا۔ جبکہ انہوں نے رسالہ ماہنامہ شمشیر حق میں تاحیات خلیفہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر دیا ہے۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو بابا فضل الدین کلیامیؒ نے خدمت گار رکھا تھا آج وہ کبھی تو بابا فضل الدین کلیامیؒ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی بابا فضل الدین کلیامیؒ کی قوم بھی لوہار لکھ دیتے ہیں اور کبھی مستی میں آ کر خود کو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی کا خلیفہ کہنے کی بے باکانا جسارت کرنے لگتے ہیں۔

جبکہ خواجہ فضل الدین کلیامیؒ ہاشمی قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان حضرات نے حوس مال وزر اور دنیاوی جائیداد کی خاطر ان کی نسل کو تبدیل کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ اور خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ سے ایک جعلی ہبہ اپنے نام ظاہر کیا جس کے مقدمات ۱۹۴۰ء کے زمانے میں عدالتوں میں چلتے رہے اس کے علاوہ اپنا شجرہ نسب تبدیل کرنے کی کوشش کی اور جعلی شجرہ نسب بنایا گیا جس کو ممبر بورڈ آف ریوینیو نے منسوخ کرنے کے لئے حکم نامہ جاری کیا۔

کتنے تعجب اور افسوس کی بات ہے لنگر کی زمین اپنے نام کرانے کیلئے خواجہ فضل الدین کلیامی کے اعلیٰ ترین ہاشمی قریشی نسب کو تبدیل کر ڈالا اور ساری جائیداد جھوٹے کاغذات بنا کر فروخت کر دی جن کی نقول آج بھی ریکارڈ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اور ظلم کی انتہا یوں کر دی کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی یادالٰہی میں بسر کی اور جو لمحہ لمحہ اپنے رب کے ذکر میں مستغرق رہے اور جن کی ساری زندگی اپنے رب کے جلوؤں میں گم رہی اور جن کو دنیا کی اور کسی چیز کی طلب نہ تھی ان کے ساتھ اپنا نسب جوڑ کے ان کو شادی شدہ بھی شمار کر دیا۔

۲۔ رسالہ شمشیر حق میں تحریر ہے کہ سائیں حضرات کے پڑدادا (سائیں دینو) کی قبر حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پہلو میں روضہ مبارک کے اندر موجود ہے۔

حد ادب............؟

کس قدر گستاخی اور بے ادبی کی بات ہے کہ حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنے شیخ و مرشد، محسن و مربی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار مقدس اور روضہ پاک کی تعمیر کی اور احترام وادب کی انتہاء یہ تھی کہ آپ نے کبھی اپنے شیخ کے روضے کے اندر اپنا قدم اسلئے نہ رکھا کہ کہیں بے ادبی اور گستاخی نہ شمار ہو جائے اور آپ نے ہمیشہ دور بیٹھے اپنے شیخ کے آستانے کی زیارت کی اور خود اپنے مزار کی جگہ اپنے شیخ کے قدموں میں کرنے کی وصیت کی جس کی تصدیق بابا فضل الدینؒ کے روضے کو دیکھتے ہی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ خواجہ فضل الدینؒ جس جگہ بیٹھ کر اپنے شیخ کے آستانے کی زیارت کیا کرتے تھے وہ آج بھی اسی طرح موجود ہے جو بابا فضل الدینؒ کی اپنے مرشد کے ساتھ بے انتہا احترام اور ادب کے تعلق کی نشاندہی کرتی ہے۔ جس کو زائرین آج بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے دل سے تصدیق کرتے ہیں۔

محترم قارئین! یہ کیسے ممکن ہے کہ بابا فضل الدینؒ جیسی شخصیت تو اپنے مرشد کا اس درجہ احترام کرے اور کسی عام خدمت گار کی قبر حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پہلو میں بنا دی جائے۔

اگر حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی تربت مبارک کے ساتھ کسی شخصیت کی قبر ہوتی تو یہ حق سب سے زیادہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے صاحبزادگان خواجہ غلام مصطفیٰؒ اور خواجہ غلام مرتضیٰؒ اور پھر آپ کے خلیفہ خاص مرید باصفا حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کا بنتا تھا

مگرایسے نہ ہوا۔ بلکہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے صاجزادگان کے مزارات آپ کے مزار کے باہر مشرقی جانب بنائے گئے اور خود خواجہ فضل الدین کلیامیؒ نے ان حضرات کے قدموں میں اپنا مزار بنوانا اپنے لئے باعث اعزاز سمجھا۔

اسکے علاوہ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کلیام کی بستی میں آج تک کسی شخص کی زبان سے کبھی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار مبارک کے اندر کسی اور قبر کے ہونے کا نہ سنا گیا۔اس بات پر میرے دادا جناب صاجزادہ مرزا غلام جیلانی جن کی عمر تقریباً 120 سال تھی نے اور ہمارے خاندان کے کسی بھی بزرگ نے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضہ پاک کے اندر خواجہ صاحبؒ کی مرقد کے علاوہ کسی اور قبر کی نشاندہی نہیں کی۔

سائیں دینو کی قبر کا خواجہ صاحبؒ کے پہلو میں ہونے کا معاملہ صرف ایک سیاسی اور دنیوی مفاد کی غرض سے پیدا کیا گیا۔اس بات کی گواہی کلیام میں رہنے والا ہر باشعور شخص دیتا ہے کہ ابتدائی زمانے میں جو شخص بھی خواجہ حافظ شریف خانؒ کے دربار میں بے ادبی کے ساتھ حاضر ہوتا تو اسی وقت وہ شخص کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلاء ہو جاتا، حتیٰ کہ اگر کوئی پرندہ بھی خواجہ صاحب کے روضہ مبارک کے اوپر سے گزرتا تو وہ زمین پر آگرتا تھا۔اس روایت کی تصدیق آج بھی کلیام شریف کے رہنے والے حضرات سے کی جاسکتی ہے۔

سائیں دینو کی وفات 1872 میں ہوئی اور خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کا وصال 1892ء کو ہوا۔اگر بابا فضل الدین کلیامیؒ کا وصال پہلے ہوتا تو ممکن تھا کہ سائیں دینو کو بعد والوں نے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے روضے میں دفن کر دیا ہوتا مگر موجودہ حضرات کے عقل کو ٹھکانے لگانے کے لئے اور دنیاوی جاہ پرستی کو کم کرنے کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ سائیں دینو کی وفات تو بابا فضل الدین کلیامیؒ کے وصال سے 20 سال پہلے ہو چکی تھی اب یہ کیسے ممکن ہے کہ خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کی موجودگی میں سائیں دینو کو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔جہاں بابا فضل الدین کلیامیؒ نے اپنا قدم رکھنا بھی ادب کے خلاف سمجھا۔اور زندگی بھر یہ جسارت نہ کی۔ بلکہ جو شخص بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ فرماتے کہ وہ سامنے میرے مرشد پاک کا مزار ہے سب کچھ وہاں ہے مجھے بھی وہیں سے ملا ہے تمہیں بھی وہیں سے ملے گا۔

جب حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار مبارک کا احترام اور جلال کا یہ عالم ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عام شخص کو مرنے کے بعد اس مقدس ومحترم ہستی کے پہلو میں دفن کیا جاتا......؟

یہ بات تو گلزار فضل اور کلیام شریف کے متعلق شائع ہونے والی تمام کتب میں درج ہے کہ بابا فضل الدین کلیامیؒ کا اپنے شیخ ومرشد، محسن ومربی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے ساتھ ادب واحترام کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے خواجہ صاحب کے مزار کی تعمیر کا کام اس وقت تک نہ کروایا جب تک کہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے مرشد پاک حضرت سید مظہر علی شاہ جلال آبادی کے پوتے حضرت خواجہ سید فتح علی شاہ صاحب کے ذریعے سے اجازت نہ حاصل کر لی۔حضرت خواجہ سید فتح علی شاہؒ کلیام شریف تشریف لائے تو بابا فضل الدین کلیامیؒ نے ان سے عرض کی کہ میں نے اپنے شیخ ومرشد کے عرس اور روضہ پاک کی تعمیر کے لئے اجازت طلب کی ہے مگر تا حال جواب سے محروم ہوں۔آپ براہ کرم اجازت دلوا دیں تب حضرت خواجہ سید فتح علی شاہ صاحب نے مراقبہ کیا اور اجازت لی جس پر بابا فضل الدین کلیامیؒ کو مزار مبارک کی تعمیر کی اجازت ملی۔

جب خواجہ فضل الدین جیسی عظیم المرتبت ہستی جو اپنے شیخ کے واحد خلیفہ مجاز ہونے کا شرف بھی رکھتی ہے اس درجہ احترام وعقیدت سے پیش آتی ہے تو کس درجہ بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے کہ کسی عام شخص کو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پہلو میں دفن کیا جاتا۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ

عشق ووفا کے پیکر ایک طرف..........

دونوں صاحبزادے ایک طرف ....

اور ایک عام آدمی کو پہلوئے خواجہؒ میں دفن ہونے کا درجہ دیا جاتا

اس بات کو نہ تو عقل تسلیم کرتی ہے نہ مندرجہ بالا حقائق اس کی تائید کرتے ہیں اور نہ ہی پیکر عشق ووفا خلیفہ مجاز مرید باصفا خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کی اپنے شیخ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ سے احترام وعقیدت اس بات کو گوارا کرتی ہے کہ ان کے ہادی ومرشد کے ساتھ کوئی اور......دفن کیا جاتا۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے پہلو میں دفن ہونے کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی خلافت ملنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس طرح وہ بابا فضل الدین کلیامیؒ کہ جن کے ٹکڑوں پر وہ آج تک پل رہے ہیں ان کی خلافت کا بالواسطہ انکار کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات حقیقت ہوتی تو یقیناً یہ زبان زد عام ہوتی اور ہر شخص اس حقیقت سے ضرور واقف ہوتا اور حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے ہم عصر برگان دین کی زبان سے تو کسی ایک شخص نے سائیں دینو کی خلافت کا سنا ہوتا، مگر معاملہ اس کے برعکس ہی ہے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کی خلافت تو صرف بابا فضل الدین کلیامیؒ کے نصیب میں ازل سے لکھی جا چکی تھی اور بلاشرک غیرے صرف ان ہی کو ملی۔ اور آج پورے خطے کے ہر گھر میں حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ اور بابا فضل الدین کلیامی کا ہی تذکرہ قائم ہے، جس میں کسی اور کا ذکر نہیں۔

دنیا والوں کا طریقہ تو یہ ہے کہ "جس کا کھانا اسی کا گانا" مگر یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے اور یہاں دنیا والوں سے بھی بدترین طریقہ اپنایا گیا ہے کہ جس شخصیت کے طفیل یہ ظاہری جاہ وجلال حاصل کرنے کا موقع ملا انہی کی خلافت کا دبے لفظوں انکار کر کے دنیا والوں کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

اگر سائیں حضرات ان باتوں سے اختلاف رکھیں تو یہ ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ جس جگہ یہ سائیں دینو کی قبر کی نشاندہی کرتے ہیں اس کو کھود کر دیکھ لیتے ہیں اور یا پھر کشف قبور کے ذریعے اس کی تصدیق کروا لیتے ہیں شائد کشف قبور سے دونوں میں سے کسی کو یقین آئے یا نہ آئے لیکن جگہ کھود لینے کے بعد تو حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تلخ حقائق اس طرح کھلے لفظوں میں بیان کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی......؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ صلح راستی، برداشت تحمل اور بردباری کا راستہ اپنایا اور کبھی دنیاوی غرض لالچ اور حوس کا شکار نہ ہوئے اب موجودہ مجاوروں نے مالی مفاد حاصل کرنے کے علاوہ اُن حقائق کو بھی تبدیل کرنا شروع کر دیا جن کا تعلق حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے احترام وعزت اور بابا فضل الدین کلیامیؒ کی خلافت اور آپ کے نام ونسب سے ہے

اگر یہ حضرات صرف ظاہری مفادات اور جاہ ومنصب سے مستفید ہونے تک محدود رہتے اور صرف خدمت گار کے لقب کو ہی اپنے لئے باعث عزت سمجھتے جو کہ خواجہ فضل الدین کلیامیؒ نے ان کو دیا تھا تو یہ ہی ان کے لئے کافی تھا۔

مگر انہوں نے خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے خادم ہونے کے درجے کو ناکافی جانا اور اپنے گمان ہی گمان میں وہ صاحب خلافت بننے کے خواب دیکھنے لگے جو کہ سراسر خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کی خلافت کے مقابل گستاخانہ رویے کی عکاسی ہے۔ اس لئے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے اولاد

ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم بانیء سلسلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ اور آپ کے واحد خلیفہ خاص بابا فضل الدین کلیامیؒ کے مقام اور مرتبہ پر کوئی حرف نہ آنے دیں اور اگر کچھ باتیں جھوٹ من گھڑت اور ذاتی مفاد حاصل کرنے کے لئے ان کی پاکیزہ شخصیتوں کے ساتھ منسوب کی جارہی ہوں تو ان کو برملا بے نقاب کریں۔ تاکہ حقیقت اپنے حقیقی روپ میں سامنے آجائے۔

اگر کوئی شخص ان حقائق کی تصدیق چاہتا ہو تو بالمشافہ حوالہ جات و مصدقہ نقول کیلئے ہم سے رابطہ کر سکتا ہے

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا ؎ اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆